بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیح موعود کا تصور؟ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نظر میں!

پر

ایک فکر انگیز تجزیاتی تبصرہ

جناب اے کے۔ شیخ صاحب!

پیش ازیں، کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟ کے عنوان کے تحت آپ نے اپنی ویب سائٹ پر یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور غیر قرآنی ہے۔ آپکا یہ خیال قطعی غلط ہے۔ جس برگزیدہ انسان پر قرآن پاک نازل ہوا تھا، اسی نے امام مہدی اور مسیح موعود کے تصورات اپنی امت کو دیئے تھے۔

شیخ صاحب! کیا آپکا فہم قرآن آنحضور ﷺ سے زیادہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ قبل ازیں خاکسار نے آپکے الفاظ کے حوالے دیکر آپکے مضمون کا کافی وشافی جواب دیا ہے اور دلائل کے ساتھ قطعی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور غیر قرآنی نہیں۔ الخاموشی نیم رضا کے تحت میں سمجھا تھا کہ آپکے شبہات دور ہو گئے ہیں۔ لیکن میرے مضمون کے بعد آپ کو پھر ابال آ گیا۔ آپ نے میرے دلائل کا حوالہ دیئے بغیر ایک اور مضمون متذکرہ بالا عنوان کے تحت اپنی سائٹ پر لگا دیا۔ اور آپکا یہ انداز بتا رہا ہے کہ آپکا مقصد تعمیر نہیں بلکہ معذرت کیساتھ تخریب ہے۔ اگر آپ کا مقصد تعمیر ہوتا تو آپ پہلے میرے دلائل کو بذریعہ دلائل رد کرتے۔ بہر حال آپ اپنے دوسرے مضمون کا آغاز اس طرح کرتے ہیں۔

مجھے امید تھی کہ احمدیہ تحریک کے ارکان اپنے بانی کے اس دعوے کو تسلیم کرتے ہوئے کہ مسیح موعود کا تصور قرآن میں مذکور ہے، کوئی علمی استدلال کرتے ہوئے اس پر کوئی اظہار خیال کریں گے مگر محسوس ہو رہا ہے کہ احمدیہ تحریک اس میدان میں بانجھ ہو گئی ہے اور ان پر بے حسی کا ایک عالم طاری ہے

چونکہ آپکے پہلے مضمون کے جوابات ضرورت سے زیادہ تسلی بخش دیئے گئے تھے لہذا شیخ صاحب آپکی یہ باتیں بے معنی ہیں۔ اس مضمون میں آپ نے قارئین کرام کے آگے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے حوالے رکھے ہیں۔ لیکن آپکا حوالہ پیش کرنے کا انداز عجیب ہے۔ آپ نے ہر حوالے کو اسکے سیاق وسباق سے الگ کر کے اور مزید اسے توڑ مروڑ کر اپنا تخریبی مقصد پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ علمی تحقیق کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ کسی کی تحریر کے حوالے کا وہی مطلب لیا جائے جو مضمون کے سیاق وسباق کی روشنی میں نکلتا ہو۔ لیکن چونکہ آپکا مقصد تحقیق کی بجائے تخریب یعنی شبہات پیدا کرنا ہے لہذا آپ نے تحقیق کے اس مسلمہ علمی اصول کو یکسر جان بوجھ کر نظرانداز کر دیا۔ وضاحت کیلئے خاکسار ایک مثال پیش کرتا ہے۔

اگر کوئی مخالف اسلام اپنے کسی مضمون میں قرآن پاک کی سورہ نساء کی آیت، یا یھا الذین امنو لا تقربوا الصلوۃ و انتم سکاری.........(۴۔۴۴) ترجمہ۔ اے ایماندارو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پر مدہوشی کی کیفیت ہو۔ نامکمل لکھ کر لوگوں کو یہ بتانا شروع کر دے کہ نعوذ باللہ اہل اسلام کی الہامی کتاب بھی عجیب ہے۔ اس میں بعض جگہ نماز کی تلقین ہے اور بعض جگہ نماز سے روکا گیا ہے۔ کیا ایسے مخالف اسلام کا نماز کے متعلق یہ استدلال درست ہوگا؟ ہر شخص اس استدلال کو رد کرے گا کیونکہ یہ طریقہ استدلال دیانتداری، تقویٰ اور مسلمہ علمی تحقیق کے اصول کے خلاف ہے۔ جناب شیخ صاحب! آپ نے بھی اپنے مضمون میں یہی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

قارئین کرام آیئے دیکھتے ہیں کہ اس (مسیح موعود) کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیح موعود کیا لکھتے ہیں۔ ''میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود کا قرآن میں ذکر ہے'' روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۵۷ (آئینہ کمالات اسلام)

اور اگلی ہی سطر میں حضرت صاحب قرآن کی درستگی فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کیا ہوتا ہے اور اسے کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔

''لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے وہ جبھی صحیح اور درست ہوگا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی مثیل لیا جاوے جو اسی امت میں پیدا ہو۔''

حضرات! اس تصور کے متعلق جو بنیادی سوالات ہیں انہیں ذہن میں رکھیئے گا۔

۱۔ کس مسیح کا وعدہ؟ ۲۔ یہ وعدہ کس نے کیا؟ ۳۔ کیا مثیل کا وعدہ بھی کسی نے کیا؟

جناب شیخ صاحب! آپ نے یہ دونوں حوالے حضورؑ کی کتاب آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۵۷ سے لکھے ہیں۔ آپ نے مکمل حوالہ لکھنے کی بجائے حوالہ کے مختلف فقرات الگ الگ لکھ کر تخریبی مقاصد کی خاطر لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مکمل حوالہ، میں بعد میں درج کرونگا لیکن پہلے آپ نے جو یہاں سوال اٹھائے ہیں اس پر غور کرتے ہیں۔ آپکا دوسرا سوال یہ ہے کہ (نزول مسیح ابن مریم) کا یہ وعدہ کس نے کیا؟ (نزول مسیح ابن مریم) کا یہ وعدہ آنحضور ﷺ نے بلاشبہ کلام الٰہی

کی روشنی میں اپنی امت سے فرمایا تھا۔ آپکا پہلا سوال یہ ہے کہ کس مسیح کا وعدہ؟

آپکے سوال کا جواب یہ ہے کہ آنحضورﷺ کا یہ وعدہ موسوی حضرت مسیح ابن مریم ناصری علیہ السلام کے متعلق تو ہونہیں سکتا کیونکہ وہ تو بقول کلام پاک دو ہزار سال قبل اپنی طبعی زندگی گزار کر فوت ہو چکے ہیں۔ اور کلام پاک ہی کے مطابق کوئی فوت شدہ شخص اس دنیا میں نہیں آیا کرتا۔ شیخ صاحب! اگر آپ موسوی حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ کا قرآن کے مطابق زندہ بجسم عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ثابت کر دیں تو میں ہر قسم کی سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں۔ شیخ صاحب آپکو بتاتا چلوں کہ ایک صدی قبل آپکے بقول جھوٹے مسیح موعود قادیانی نے لوگوں کے آگے ببانگ دہل اعلان کیا تھا کہ اے لوگوں! اگر آپ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو سجدوں میں گر کر اللہ تعالی سے دعا کرو کہ وہ تمہارے زندہ مسیح ابن مریم ناصریؑ کو زمین پر بھیج دے۔ جب آپکا خیالی مسیح ابن مریم ناصریؑ آسمان سے زمین پر آجائے گا تو میرا دعوی خود بخود باطل ہو جائے گا۔ شیخ صاحب! ایک صدی تو گزر گئی ہے لیکن آسمان سے کوئی نہیں آیا اور آگے بھی کسی نے نہیں آنا۔ کلام پاک کے مطابق حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ کی وفات ثابت ہونے کے بعد ہمارے آگے دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ (۱) یا تو نعوذ باللہ آنحضورﷺ کا یہ وعدہ جھوٹا ہے۔ (۲) یا پھر یہ وعدہ موسوی حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ کی بجائے اس جیسے حالات رکھنے والے یا اس جیسی خو بو رکھنے والے یا اس سے مشابہت رکھنے والے یعنی اسکے مثیل جو امت محمدیہ میں ہی پیدا ہونگے کے متعلق ہو سکتا ہے۔

اب اگر آپ نے آنحضرتﷺ کا یہ مثیل مسیح ابن مریم کا وعدہ تسلیم نہیں کرنا تو پھر موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ تو ہزاروں سال پہلے طبعی طور پر فوت ہو چکے ہیں۔ وہ تو دوبارہ زندہ ہو کر امت محمدیہ کی اصلاح کیلئے اس دنیا میں آنے سے رہے۔ اب آپکے لئے اور آپ جیسے دوسرے غلطی خوردہ لوگوں کیلئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ نعوذ باللہ آنحضرتﷺ کے سچے وعدہ کو ہی جھٹلا دیں جو کہ ممکن نہیں۔ اب رہا آپکا آخری اور تیسرا سوال کہ کیا مثیل کا وعدہ بھی کسی نے کیا؟ اس سوال کا جواب تو پہلے ہی آچکا ہے۔ شیخ صاحب! یقیناً فخر رسل آنحضرتﷺ نے اپنی امت سے ایک مسیح ابن مریم کا وعدہ فرمایا ہے اور آپﷺ کا یہ مسیح کا وعدہ بصورت مثیل ہی پورا ہو سکتا ہے۔ یہ جو آپ نے کہا ہے کہ اگلی ہی سطر میں حضرت صاحب قرآن کی درستگی فرماتے ہیں۔ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ قرآن پاک تو الحمد للہ آنحضرتﷺ پر نازل ہوا تھا۔ اسکی درستگی کس نے کرنی ہے؟ ہاں معذرت کیساتھ آپ جیسے لوگوں نے کلام پاک کی جو معنوی تحریف کر رکھی ہے اسکی درستگی ضرور حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمائی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی کتاب کا مکمل حوالہ جسکی آپ نے قطع برید کی ہے، اس طرح ہے۔

میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجال کا بھی۔ لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے وہ جبھی صحیح اور درست ہوگا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی مثیل مسیح لیا جاوے جو اسی امت میں پیدا ہو۔ اور نیز دجال سے مراد ایک گروہ لیا جائے اور دجال خود گروہ کو کہتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے مخالفوں نے بڑی ذلت پہنچانے والی غلطی اپنے لئے اختیار کی ہے گویا قرآن اور حدیث کو یکطرف چھوڑ دیا ہے وہ اپنی نہایت درجہ کی بلاہت سے اپنی اس غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور اپنے موٹے اور سطحی خیالات پر مغرور ہیں۔ مگر انکو شرمندہ کرنیوالا وقت نزدیک آتا جاتا ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۵۷)

معزز قارئین سے میرا سوال ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے اس حوالہ میں کونسا ابہام ہے جو تشریح طلب ہو۔ اس حوالہ میں حضرت مرزا صاحبؑ نے آنحضرتﷺ کی مسیح ابن مریم کے متعلق پیشگوئی ہی کی تشریح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ پیشگوئی موسوی ابن مریمؑ کے متعلق نہیں (کیونکہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں) بلکہ آپؑ کے کسی مثیل کے متعلق ہے۔ میں قارئین سے کہوں گا کہ وہ خود کتاب آئینہ کمالات اسلام پڑھیں اور اگر پوری کتاب پڑھنے کا انکے پاس وقت نہیں تو کم از کم صفحات ۳۳۱ سے ۳۵۷ تک ہی پڑھ کر دیکھ لیں۔ ان صفحات میں حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک خط ہے جو آپ نے اپنے ایک مخلص مرید نواب محمد علی خاں صاحب کے نام لکھا تھا۔

آگے آپ حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک اور حوالہ نقل کر کے فرماتے ہیں۔

”یہ سچ ہے کہ جب اس عاجز (غلام احمد صاحب قادیانی) نے مسیح موعود ہونے کا دعوی بامر اللہ تعالی کیا ہے تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر قوت فیصلہ نہیں رکھتے عجب تذبذب اور کشمکش میں پڑ گئے ہیں۔،، (ر۔خ، جلد ۵۔ صفحہ ۳۳۱۔ آئینہ کمالات اسلام)

۱۔ تاریخ و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کا وعدہ آنحضرتﷺ کی جانب سے ہے۔

۲۔ آنحضرت سے منسوب وعدہ عیسی ابن مریم یا مسیح ابن مریم کے متعلق ہے۔ نہ کہ غلام احمد ابن چراغ بی بی صاحبہ کے متعلق۔

۳۔ مثیل کا وعدہ کسی تاریخ یا روایات سے کہیں نہیں ملتا، (البتہ غلام احمد صاحب قادیانی کی اپنی حسب مطلب اختراع ہے)

(۱)۔ تاریخ و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کا وعدہ آنحضرتﷺ کی جانب سے ہے۔

جناب! آپ اپنے پہلے مضمون میں فرما چکے ہیں کہ یہ سب روایات جو مسیح ابن مریم کی پیشگوئی سے متعلق ہیں جعلی اور وضعی ہیں۔ جب آپ نے ان روایات یعنی احادیث صحیحہ کو ہی

غلط قرار دے دیا ہے تو پھر آپ ان جھوٹی روایات میں بیان فرمودہ مسیح موعود کے تصور کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟ آپ اپنا قیمتی وقت کسی دوسرے مفید کام میں صرف کیجئے۔

(۲)۔آنحضرت سے منسوب وعدہ عیسیٰ ابن مریم یا مسیح ابن مریم کے متعلق ہے۔نہ کہ غلام احمد ابن چراغ بی بی صاحبہ کے متعلق۔

جب یہ قرآن مجید سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ فوت ہوگئے ہیں اور فوت شدہ شخص دوبارہ دنیا میں آنہیں سکتا۔تو پھر مسیح ابن مریم کے نزول کے متعلق آنحضرت ﷺ کا سچا وعدہ کس طرح پورا ہوگا۔بلاشبہ آنحضور ﷺ کا یہ سچا وعدہ امت محمدیہ میں پیدا ہونے والے کسی مثیل مسیح ابن مریم ناصریؑ کے وجود میں ہی پورا ہوسکتا ہے۔مثیل ابن مریم ناصریؑ تو اللہ تعالیٰ نے بنانا ہے اور وہ غلام احمد ابن چراغ بی بی صاحبہ کو بھی بنا سکتا ہے۔اس میں الجھن کیا ہے؟

(۳)۔مثیل کا وعدہ کسی تاریخ یا روایات سے کہیں نہیں ملتا، (البتہ غلام احمد صاحب قادیانی کی اپنی حسب مطلب اختراع ہے)۔

مثیل کی خبر حضرت مرزا صاحبؑ کی حسب مطلب اختراع نہیں بلکہ آپؑ کا امت محمدیہ پر بڑا بھاری احسان ہے۔ظاہر پرست لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی اس حکیمانہ پیشگوئی کے ظاہری معانی پر پنجہ مار کر دین اسلام کے حسین چہرے کو بدنما بنا دیا تھا۔حضرت مرزا صاحبؑ نے ان بدنما داغوں کو صاف کر کے اسکے چہرہ کو خوبصورت بنایا ہے۔ہم سب جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا وعدہ توریت اور انجیل میں موجود تھا اور یہ وعدہ محمد بن عبداللہ اور آمنہ کے الفاظ میں نہیں تھا۔تو پھر مسیح ابن مریم کی پیشگوئی میں اگر لفظ مثیل نہیں آیا تو اس میں اچنبھے کی کونسی بات ہے؟ اگر ہمیں محمد بن عبداللہ و آمنہ کے الفاظ کے بغیر توریت اور انجیل کے موعود پر ایمان لانے میں کوئی قباحت نہیں ہوئی تو پھر لفظ مثیل کے بغیر آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ موعود مسیح ابن مریم کی پیشگوئی پر ایمان لانے میں کیا مشکل ہے؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثر پیشگوئیاں یضل بہ کثیرًا و یھدی بہ کثیرًا کا مصداق ہوتی ہیں اور ان میں خلق اللہ کی آزمائش منظور ہوتی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرماتے ہیں۔

﴿میں ایک بار ریل میں سفر کر رہا تھا۔جس کمرہ میں میں بیٹھا ہوا تھا اسی کمرہ میں ایک اور بڈھا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ایک اور شخص جو مجھے مولوی صاحب کہہ کر مخاطب کرنے لگا تو اس دوسرے شخص کو بہت برا معلوم ہوا اور اس نے کھڑکی سے سر باہر نکال لیا۔وہ شخص جو مجھ سے مخاطب تھا اسکے بعض سوالوں کا جواب جب میں نے دیا تو اس بڈھے نے بھی سر اندر کر لیا اور بڑے غور سے میری باتوں کو سننے لگا اور وہ باتیں موثر معلوم ہوئیں۔پھر خود ہی اس نے بیان کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے کیوں سر باہر کر لیا تھا۔میں نے کہا نہیں۔اس نے بیان کیا کہ مجھے مولویوں کے نام سے بڑی نفرت ہے۔اس شخص نے جب آپکو مولوی کر کے پکارا تو مجھے بہت برا معلوم ہوا۔لیکن جب آپکی باتیں سنیں تو مجھے ان سے بڑا اثر ہوا۔میں نے پوچھا کہ مولویوں سے تمہیں کیوں نفرت ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے لدھیانہ میں ایک مولوی صاحب کا وعظ سنا۔اس نے دریائے نیل کے فضائل میں بیان کیا کہ وہ جبل القمر سے نکلتا ہے اور اسکے متعلق کہا کہ چاند کے پہاڑوں سے آتا ہے۔میں نے اس پر اعتراض کیا تو مجھے پٹوایا گیا۔اس وقت مجھے اسلام پر کچھ شکوک پیدا ہوگئے اور میں عیسائی ہوگیا اور بہت عرصہ تک عیسائی رہا۔پھر ایک دن پادری صاحب نے مجھے کہا کہ ایک نئی تحققیات ہوئی ہے۔دریائے نیل کا منبع معلوم ہوگیا ہے۔اور اس نے بیان کیا کہ جبل القمر ایک پہاڑ ہے وہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔میں اس کو سن کر رو پڑا اور وہ سارا واقعہ مجھے یاد آ گیا۔ایک عیسائی نے مجھے مسلمان بنا دیا اور ایک مولوی نے مجھے عیسائی کیا۔اس وجہ سے میں ان لوگوں سے نفرت کرتا تھا۔مگر آپ ان میں سے نہیں ہیں۔﴾(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۱۰۷،بحوالہ ہفت روزہ انٹرنیشنل الفضل صفحہ ۱،مورخہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۴ء)

یہ سب ظاہر پرستی اور الفاظ پرستی کا نتیجہ تھا۔اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی بعض حکیمانہ پیشگوئیوں کی تاویل ہمیں بہرحال کرنی پڑے گی اور اگر ہم نہیں کریں گے اور کسی پیشگوئی کے ظاہری الفاظ پر پنجہ ماریں گے تو نتیجہ مندرجہ بالا واقعہ کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ فا عتبرو یا اولی الابصار!

آپ حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک اور حوالہ نقل کر کے تحریر کرتے ہیں۔

''میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔''

(ازالہ اوہام،ص۔۱۹۲۔ر۔خ،جلد۳) آپ نے دعویٰ نہیں کیا لیکن ساتھ ہی اسی سانس میں یہ بھی فرما دیا۔''اور یہی عیسیٰ ہے جسکی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے مراد میں ہی ہوں، میری نسبت کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا ہے کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنے والا تھا۔''

(ر۔خ،جلد۱۹،ص۔۵۲۔کشتی نوح) اور صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں:۔''مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔''

محترم قارئین اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا وہ آنے والا جس کو فرض کیا گیا تھا وہ عیسیٰ ابن مریم تھا یا جس طرح غلام احمد صاحب قادیانی مریم سے عیسیٰ اور ابن مریم بنے ہیں وہی ہیں جنکے متعلق وعدہ تھا؟ یہ عیسیٰ بن مریم بننے کا طریقہ کار بھی کچھ اس طرح بتایا ہے:۔

پہلے مجھے مریم بنایا، پھر خدا تعالیٰ نے میرے اندر عیسیٰ کی روح پھونکی اور میں اسکے حمل سے ہوگیا۔قریب دس مہینے میرے پیٹ میں پرورش پانے کے بعد یہ بچہ جو کہ عیسیٰ بن مریم ہے، پیدا ہوا جو کہ میں ہوں اور اسطرح میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔

قارئین کو کچھ سمجھ میں آیا کہ حضرت کیا فرمارہے ہیں۔عـ۔''دل صاحب اولا د سے انصاف طلب ہے''۔

قارئین کرام! جناب غلام احمد صاحب قادیانی بات کو گھمانے ،توڑ موڑ کر اپنے حق میں استعمال کرنے اور لوگوں کو چکر دینے کے اتنے ماہر نظر آتے ہیں کہ انسان ہکا بکا ہو کر ان کا منہ دیکھتا رہ جاتا ہے۔

جناب شیخ صاحب اور دیگر معزز قارئین کرام! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے کسی بات کو گھمایا نہیں، کسی بات کو توڑا اور مروڑا بھی نہیں اور نہ ہی کسی کو چکر دیا ہے۔ پیشگوئی مسیح ابن مریم جو آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالی سے علم پا کر اپنی امت کو بتائی ہے بہت عظیم الشان پیشگوئی ہے۔اس پیشگوئی میں اللہ تعالی نے لوگوں کے لیے بہت سارے چکر رکھ دیئے ہیں تا کہ کھرے اور کھوٹے میں خوب امتیاز ہو جائے۔جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔''میں نے یہ دعوی ہر گز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔''ان الفاظ میں حضرت مرزا صاحبؑ فرمارہے ہیں

کہ میں نے موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ کا بذات خود ہونے کا دعوی نہیں کیا کیونکہ وہ مسیح ابن مریم تو دو ہزار سال پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ظاہر ہے جن لوگوں نے حضورؑ پر یہ الزام لگایا کہ حضورؑ نے موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ کا بذات خود ہونے کا دعوی کیا ہے، وہ مفتری اور جھوٹے ہیں۔حضورؑ کے یہ الفاظ بہت صاف ہیں اور پتہ نہیں آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آئے۔

اسی طرح حضورؑ فرماتے ہیں۔ اور یہی عیسی ہے جسکی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسی سے مراد میں ہی ہوں، میری نسبت کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنادیں گے اور نیز کہا گیا ہے کہ یہ وہی عیسی ابن مریم ہے جو آنے والا تھا۔

جیسا کہ میں قبل ازیں ثابت کر چکا ہوں کہ آنحضور ﷺ کی پیشگوئی مسیح ابن مریم کے مطابق موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ کے کسی مثیل نے نزول فرمانا ہے۔اللہ تعالی نے ایک صدی قبل اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو بنایا تھا اور متذکرہ بالا الفاظ سے یہی مراد ہے۔حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں۔

مجھے مریم سے عیسی بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۰)

جناب! آپ نے مریم سے ابن مریم بننے کی طرز کلام پر بھی پھبتی کسی ہے جو کہ آپکی کم علمی کا نتیجہ ہے۔اگر آپ نے عالم اسلام میں حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے گزرے ہوئے اولیاء اللہ اور مجددین اور دوسرے محدثین کی روح پرور تحریروں کا مطالعہ کیا ہوتا تو آپ یہ اعتراض نہ کرتے۔آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ روحانی دنیا میں ایسے واقعات ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات صرف دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں ہی روحانی تولد ہو جاتا ہے۔اس میں حیرانی کی کیا بات ہے؟

آپ اپنے مضمون میں حضورؑ کا حوالہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف لفظ عیسی یا مسیح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو مثیل کی گنجائش تھی لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔''(ر۔خ، جلد ۱۴۔ص۔۳۷۹۔ایام الصلح) دوسری طرف دیکھئے کمال اس مسیح قادیانی کا وہ کس دیدہ دلیری سے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں۔اسی صفحہ ۳۷۹ کے فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں۔''ہم بھی کہتے نہیں مثیل آیا۔اصل آیا۔مگر بطور بروز'' لاحول ولاقوۃ۔کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔حالانکہ مسیح موعود کے متعلق ان کا یہ عقیدہ تھا۔''قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں''(ر۔خ۔جلد ۱۴۔ص۔۳۹۲۔ایام الصلح)۔آپ نے ملاحظہ کیا کہ اوپر کی عبارت میں فرماتے ہیں کہ ہم بھی نہیں کہتے کہ مثیل آیا، اصل آیا، مگر بطور بروز آیا۔اب ان لوگوں کی کم بختی اور شامت آنیوالی ہے جنہوں نے یہ مان لیا ہے کہ موصوف ہی اصل ہیں۔

''وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف لفظ عیسی یا مسیح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو مثیل کی گنجائش تھی لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔''(ر۔خ، جلد ۱۴۔ص۔۳۷۹۔ایام الصلح) یہ الفاظ حضرت مرزا صاحبؑ کے نہیں بلکہ حضورؑ کے کسی مخالف نے حضورؑ کے کسی معتقد سے کہے تھے۔جب آپ کوئی اعتراض کریں تو پہلے دیکھ لیا کریں کہ حضورؑ کی تحریر میں یہ الفاظ کس کے ہیں؟ باقی آپ نے یہ جو کہا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے۔یہ بھی غلط ہے بلکہ حضورؑ نے لوگوں کی آنکھیں کھولی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ جیسے لوگوں کی آنکھیں حقیقت کی تاب نہ لاسکیں۔روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۳۷۹ کے فٹ نوٹ میں جو حضورؑ نے لکھا ہے ہم بھی نہیں کہتے کہ مثیل آیا، اصل آیا۔مگر بطور بروز۔ آپ نے ان الفاظ پر بہت واویلا مچایا ہے حالانکہ یہ الفاظ بہت واضح ہیں۔اگر آپکو سمجھ نہیں آئی تو میں سمجھاتا ہوں۔جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ نے تو دوبارہ نہیں آنا وہ تو فوت ہو چکے ہیں۔اب آنحضور ﷺ کی پیشگوئی مسیح ابن مریم کے مطابق کسی مسیح ابن مریم نے تو آنا ہے۔وہ مثیل مسیح ابن مریم جو بھی ہو گا اور جب بھی وہ آئے گا تو بہر حال اس کا وجود اصل ہی ہو گا۔آنحضور ﷺ کی پیشگوئی مسیح ابن مریم کے حوالے سے وہ بروز ہو گا لیکن اپنی ذات کے اعتبار سے وہ اصل ہی ہو گا۔

آپ نے حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک اور حوالہ درج کر کے لکھا ہے۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں

حضورؑ کے یہ الفاظ بھی بہت واضح ہیں کیونکہ موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ کو تو قرآن مجید فوت شدہ قرار دے رہا ہے۔لہذا آپؑ کے دوبارہ آنے کا ذکر کیسے مل سکتا ہے؟

جناب! اگر قرآن مجید میں موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ کے دوبارہ بذات خود بجسم عنصری آنے کا ذکر آپ تلاش کرسکیں تو ازراہ کرم مجھے بھی اس سے آگاہ فرمانا۔

باقی رہا ذکر شامت اور کمبختی کا تو یہ شامت اور کم بختی ان لوگوں کی ضرور آ چکی ہے جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی مسیح ابن مریم کے مطابق اسی فوت شدہ موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ کے دوبارہ بذات خود اور بجسم عنصری آسمان سے نزول فرمانے کا عقیدہ قائم کر چکے ہیں کیونکہ یہ عقیدہ تو غیر عقلی اور غیر قرآنی ہے۔

اپنے مضمون میں حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک حوالہ نقل کر کے آپ مزید فرماتے ہیں۔ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعوی کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ (ر۔خ۔جلد۳۔ص۔۱۹۲۔ازالہ اوہام)

ان الفاظ میں بھی حضورؑ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی مسیح ابن مریم کے مطابق مثیل موعود یعنی مثیل مسیح ابن مریم ہونے کا دعوی کیا ہے اور بعض ناسمجھ لوگ جو آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی سے ظاہری طور پر موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ کا ہی نزول سمجھ بیٹھے تھے، انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میں نے بذات خود ہی موسوی مسیح ابن مریم ناصریؑ کا دعوی کر دیا ہے۔ اگر انسان کے دل میں دیانتداری اور تقوی ہو تو حضرت مرزا صاحبؑ کی ہر تحریر سمجھ میں آ جاتی ہے۔ اللہ تعالی اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔

هو الذی انزل علیک الکتب منه ایت محکمت هن ام الکتب و اخر متشبهت ط فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله و الرسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عندربنا ومایذ کر الا اولو الالباب (۳۔۸) ترجمہ۔ وہی ہے، جس نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے جسکی بعض محکم آیات ہیں جو اس کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ اور متشابہ ہیں۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو فتنہ کی غرض سے اور اس کو (حقیقت سے) پھیر دینے کیلئے ان (آیات) کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس میں سے متشابہ ہیں۔ حالانکہ اس کی تفسیر کو سوائے اللہ کے اور علم میں کامل دستگاہ رکھنے والوں کے، جو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہے کوئی نہیں جانتا اور عقلمندوں کے سوا کوئی بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

تاویل کے لغوی معنی بیان، شرح یا کسی بات کو اسکے ظاہری مطلب سے پھیر دینے کے ہیں۔ تاویل صادق بھی ہوسکتی ہے اور کاذب بھی۔ تاویل کا علم بہت مفید علم ہے۔ لیکن ہر حال میں ہماری تاویل کا معیار کلام اللہ یعنی قرآن مجید ہونا چاہیے۔ کوئی بھی تاویل جو کلام اللہ سے متصادم ہو وہ قابل قبول اور سچی نہیں ہوسکتی۔ شیخ صاحب! آپ نے تاویل کرنے پر بھی اعتراضات کیے ہیں۔ آپکے اعتراضات غلط ہیں کیونکہ تاویل کرنا نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات اسکے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ تاویل الاحادیث (تعبیر الرؤیا) تو اللہ تعالی کی خاص عطا ہے جو وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو یا جنہیں وہ برگزیدہ کرنا چاہتا ہے بخشتا ہے۔ اسی ضمن میں حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں۔

رب قداتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الا حادیث فاطرالسموت والارض انت ولی فی الدنیا والاخرة توفنی مسلمًا و الحقنی بالصلحین ٥ (سورہ یوسف آیت:۱۰۲) ترجمہ۔ اے میرے رب! تونے مجھے حکومت کا ایک حصہ عطا کیا ہے اور (تاویل الاحادیث) تعبیر الرؤیا یعنی الہی باتوں کا علم بھی تونے مجھے بخشا ہے۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنیوالے! تو دنیا اور آخرت میں میرا مددگار ہے۔ مجھے اپنی کامل فرمانبرداری کی حالت میں وفات دے اور صالحین کے ساتھ ملا دے۔

اللہ تعالی نے اپنے کلام میں تاویل کی بہت ساری امثال بیان کی ہیں۔ آپ سورہ یوسف اور سورہ الکہف بغور پڑھ کر دیکھیں تو آپکی معلومات میں کافی اضافہ ہوگا۔

آپ نے مضمون کے آگے عطا محمد صاحب کے سوالات کا ذکر کیا ہے۔ بلاشبہ اگست ۱۸۹۳ء میں عطا محمد صاحب نے حضرت مرزا صاحبؑ سے دریافت کیا تھا کہ، اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آپ مسیح موعود ہیں یا کسی مسیح کا ہم کو انتظار کرنا واجب و لازم ہے؟ عطا محمد صاحب کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے لیکن وہ اس بات کے منکر تھے کہ عیسی کے نام پر کوئی شخص اس امت میں آنیوالا ہے۔ وہ اس بات کو بھی مانتے تھے کہ احادیث میں یہ پیشگوئی موجود ہے لیکن اس کے خیال میں احادیث پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ عطا محمد کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿سو واضح ہو کہ اس مسئلہ میں دراصل تنقیح طلب تین امر ہیں۔ اول یہ کہ مسیح موعود کے آنے کی خبر جو حدیثوں میں پائی جاتی ہے کیا یہ اس وجہ سے ناقابل اعتبار ہے کہ حدیثوں کا بیان مرتبہ یقین سے دور و مہجور ہے۔ دوسرے یہ کہ کیا قرآن کریم میں اس پیشگوئی کے بارے میں کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ تیسرے یہ کہ اگر یہ پیشگوئی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے تو اس بات کا کیا ثبوت کہ اس کا مصداق یہی عاجز ہے۔

سو اول ہم ان ہر سہ تنقیحوں میں سے پہلی تنقیح کو بیان کرتے ہیں سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنیوالا ہے جس کا نام عیسی بن مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں

اس کثرت سے پائی جاتی ہے جوایک منصف مزاج کی تسلی کیلئے کافی ہے اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود آنیوالا ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ اکثر ہر یک حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طرق متفرقہ کی رو سے احادیث نبویہ اس بارے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجائی نظر کیساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اسقدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کی خبر دی ہے۔۔۔۔(جلد۶ صفحہ ۲۹۸)۔۔۔۔ دوسرا امر تنقیح طلب یہ تھا کہ قرآن کریم میں مسیح موعود کی نسبت کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ دلائل قطعیہ نے اس طرح پر دیا ہے کہ ضرور یہ ذکر قرآن کریم میں موجود ہے اور کچھ شک نہیں کہ جو شخص قرآن کریم کی ان آئندہ پیشگوئیوں پر غور کریگا جو اس امت کے آخری زمانہ کی نسبت اس مقدس کتاب میں ہیں۔ تو اگر وہ فہیم اور زندہ دل اپنے سینہ میں رکھتا ہے تو اسکو اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں ہوگا کہ قرآن کریم میں یقینی اور قطعی طور پر ایک ایسے مصلح کی خبر موجود ہے جس کا دوسرے لفظوں میں مسیح موعود ہی نام ہونا چاہیے نہ اور کچھ۔ اس خبر کو سمجھنے کے لیے پہلے مندرجہ ذیل آیات کو یکجائی نظر سے دیکھ لینا چاہیے مثلاً یہ آیات والتی احصنت فرجها فنفخنا فيها من روحنا و جعلنا ها وابنها اٰيةً للعلمين٥ان هذه امتكم امةً و احدةً و انا ربكم فاعبدون٥و تقطعوا امرهم بينهم كل الينا راجعون٥(۲۱۔۹۲،۹۳،۹۴) حتى اذا فتحت ياجوج و ما جوج وهم من كل حدبٍ ينسلون٥واقترب الوعد الحق فاذاهي شاخصة ابصار الذين كفروا ط يا ويلنا قد كنا فى غفلةٍ من هذا بل كنا ظالمين٥ (۲۱۔۹۷،۹۸) یعنی خدا تعالیٰ نے اس عورت کو ہدایت دی جس نے اپنی شرمگاہ کو نامحرم سے بچایا۔ پس خدا نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا اور اسکو اور اسکے بیٹے کو دنیا کیلئے ایک نشان ٹھہرایا اور خدا نے کہا کہ یہ امت تمہاری ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں سو تم میری ہی بندگی کرو۔ مگر وہ فرقہ فرقہ ہو گئے اور اپنی بات کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور باہم اختلاف ڈال دیا۔ اور آخر ہر ایک ہماری ہی طرف رجوع کرے گا۔ اور تمام فرقے ایسی ہی حالت پر رہیں گے یہانتک کہ یاجوج اور ماجوج کھولے جائیں گے اور وہ ہر ایک بلندی سے دوڑتے ہونگے اور جب تم دیکھو کہ یاجوج ماجوج زمین پر غالب ہو گئے تو سمجھو کہ وعدہ سچا مذہب حق کے پھیلنے کا نزدیک آ گیا اور وہ وعدہ یہ ہے هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهر ه على الدين كله۔(۶۱۔۱۰) اور پھر فرمایا کہ اس وعدے کے ظہور کے وقت کفار کی آنکھیں چڑھی ہونگی اور کہیں گے کہ اے وائے ہم کو۔ ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے یعنی ظہور حق بڑے زور سے ہوگا اور کفار سمجھ لیں گے کہ ہم خطا پر ہیں۔ ان تمام آیات کا ماحصل یہ ہے کہ آخری زمانہ میں دنیا میں بہت سے مذہب پھیل جائیں گے اور بہت سے فرقے ہو جائیں گے پھر دو قومیں خروج کریں گی جن کا عیسائی مذہب ہوگا اور ہر ایک طور کی بلندی وہ حاصل کر لیں گے اور جب تم دیکھو کہ عیسائی مذہب اور عیسائی حکومتیں دنیا میں پھیل گئیں تو جانو کہ وعدہ کا وقت نزدیک ہے۔ پھر دوسرے مقام میں فرمایا ہے۔ فاذا جاء وعد ربى جعله دكاء وكان وعد ربى حقًا٥ وتركنا بعضهم يومئذٍ يموج فى بعضٍ ونفخ فى الصور فجمعنا هم جمعًا٥ (۱۸۔۹۹،۱۰۰) یعنی جب وعدہ خدا تعالیٰ کا نزدیک آ جائے گا تو خدا تعالیٰ اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دیگا جو یاجوج ماجوج کی روک ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور ہم اس دن یعنی یاجوج ماجوج کی سلطنت کے زمانہ میں متفرق قوموں کو مہلت دیں گے کہ تا ایک دوسرے میں موجزنی کریں یعنی ہر یک فرقہ اپنے مذہب اور دین کو دوسرے پر غالب کرنا چاہے گا اور جس طرح ایک موج اس چیز کو اپنے نیچے دبانا چاہتی ہے جسکے اوپر پڑتی ہے۔ اسی طرح موج کی مانند بعض بعض پر پڑیں گی تا انکو دبا لیں اور کسی کی طرف سے کمی نہیں ہوگی ہر یک فرقہ اپنے مذہب کو عروج دینے کیلئے کوشش کریگا اور وہ انہیں لڑائیوں میں ہونگے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائیگا۔ تب ہم تمام فرقوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دینگے۔ صور پھونکنے سے اس جگہ یہ اشارہ ہے کہ اس وقت عادت اللہ کے موافق خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمانی تائیدوں کیساتھ کوئی مصلح پیدا ہوگا اور اسکے دل میں زندگی کی روح پھونکی جائیگی اور وہ زندگی دوسروں میں سرایت کرے گی۔ یاد رہے کہ صور کا لفظ ہمیشہ عظیم الشان تبدیلیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے گویا جب خدا تعالیٰ اپنی مخلوقات کو ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل کر کے لاتا ہے تو اس تغیر صور کے وقت کو نفخ صور سے تعبیر کرتے ہیں اور اہل کشف پر مکاشفات کی رو سے اس صور کا ایک وجود جسمانی بھی محسوس ہوتا ہے اور یہ عجائبات اس عالم میں سے ہیں جنکے سر اس دنیا میں بجز منقطعین کے اور کسی پر کھل نہیں سکتے۔ بہرحال آیات موصوفہ بالا سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں عیسائی مذہب اور حکومت کا زمین پر غلبہ ہوگا اور مختلف قوموں میں بہت سے تنازعات مذہبی پیدا ہونگے اور ایک قوم دوسری قوم کو دبانا چاہے گی اور ایسے زمانہ میں صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جاویگا یعنی سنت اللہ کے موافق آسمانی نظام قائم ہوگا اور ایک آسمانی مصلح آئیگا در حقیقت اسی مصلح کا نام مسیح موعود ہے۔۔۔(صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۲)۔۔۔ اور یہ تیسرا شق بحث طلب کہ اگر در حقیقت کوئی مسیح موعود اس امت میں سے آنیوالا ہے تو اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ مسیح یہی عاجز ہے۔۔۔۔ سو اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ اگر یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اپنے اقوال میں صادق ہے تو خدا تعالیٰ اپنی خاص مددوں سے اس عاجز کی سچائی کو ظاہر کر دیگا اور اپنے خاص نشانوں سے دنیا پر روشن کر دیگا کہ یہ عاجز اسکی طرف سے ہے نہ اپنے منصوبوں سے۔ پھر جس حالت میں آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے اپنے دعوے میں صادق ہونا ثابت ہو جائے تو پھر بعد اسکے کوئی وجہ انکار باقی نہیں رہ سکتی کیونکہ آسمانی نشان وہ چیز ہے جس سے بڑی بڑی نبوتیں ثابت ہو گئی ہیں رسالتیں ثابت ہو گئی ہیں کتابوں کا خدا تعالیٰ کا کلام ہونا ثابت ہو گیا۔ پھر انکے ذریعہ

سے مثیل مسیح ہونا کیونکر ثابت نہ ہو سکے غرض خدا تعالیٰ جس طور سے اپنے صادق بندوں کی صداقت ثابت کرتا آیا ہے۔اسی طور سے اس عاجز کی صداقت بھی ثابت کریگا۔﴾

(روحانی خزائن جلد ۶ صفحات ۳۶۶ تا ۳۶۷)

میں نے متذکرہ بالا سطور شہادۃ القرآن میں سے بطور خلاصہ پیش کی ہیں۔قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس رسالہ کو اول سے آخر تک لفظ بلفظ پڑھیں تا کہ آپکو قرآن پاک میں مسیح موعود کے تصور کے متعلق حقیقت کا پتہ چل سکے۔حضرت مرزا صاحبؑ نے پہلی تنقیح کا جو جواب دیا ہے وہ کافی طویل ہے۔لیکن شیخ صاحب! آپ پر بہت افسوس ہے کہ آپ نے پہلی تنقیح کے جواب میں حضرت مرزا صاحبؑ کی تحریر کا ایک آدھ فقرہ نقل کر کے آپؑ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کردی۔قارئین کو بتانے کے لیے آپ پہلی تنقیح کے جواب میں حضرت مرزا صاحبؑ کے جواب کا کم ازکم ایک آدھ صفحہ تو نقل کرتے۔لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اگر آپ ایسا کرتے تو پھر آپکا حضورؑ کو جھٹلانے کا منفی مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا۔پہلی تنقیح کے جواب میں میں نے حضورؑ کی چند سطریں درج کی ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ اس سے ہی قارئین کرام کی تشفی ہو جائے گی۔باقی جیسا کہ حضرت مہدیؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ خبر مسیح موعود کے آنیکی اسقدر زور کیساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اسکے تواتر سے انکار کیا جائے (وہی کتاب صفحہ ۲۹۸)

حضورؑ نے یہ بات بالکل درست بیان فرمائی ہے۔چونکہ معترض عطا محمد صاحب اس بات کو تو مانتے تھے کہ احادیث میں یہ پیشگوئی (نزول مسیح ابن مریم) موجود ہے لیکن معترض کے خیال میں احادیث پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔لیکن حضرت مرزا صاحبؑ نے معترض کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ احادیث کو کلی طور پر نا قابل اعتبار سمجھنا درست نہیں اور اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو پھر گویا وہ اسلام کا بہت سا حصہ اپنے ہاتھ سے نابود کرتا ہے۔مزید آپؑ نے معترض عطا محمد صاحب کے جواب میں جو یہ ارشاد فرمایا ہے﴿اب سوچ کر دیکھ لو کہ احادیث کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے﴾ (وہی کتاب صفحہ ۳۰۱)

میں نے اوپر جو حضرت مرزا صاحبؑ کی کتاب کا ایک طویل اقتباس نقل کیا ہے اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ اگر ہم احادیث کو نظرانداز کریں تو اس سے اسلام کو کتنا نقصان پہنچتا ہے۔لیکن اگر کسی کو اس اقتباس سے اطمینان نہ ہو تو وہ روحانی خزائن جلد ۶ صفحات ۲۹۸ تا ۳۰۹ تک پڑھ کر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔

حضورؑ کے ان الفاظ پر اعتراض کرتے ہوئے جناب شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

پہلی بات یہ کہ قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔اب اس کو موصوف مشروط بنا رہے ہیں کہ وہی مانے گا جو فہیم اور زندہ دل سینے میں رکھتا ہو،لہذا اگر کوئی اس منطق کو نہ مانے تب وہ بقول حضرت صاحب،کور،نافہم اور مردہ دل ہوگا۔اب یہاں وہ بات بن رہی ہے جو حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

''جس طرح سے حدیث ماننے کے قابل نہیں ہوتی جب تک قرآن کے موافق نہ ہو،اسی طرح کوئی خواب بھی ماننے کے لائق نہیں جب تک ہمارے موافق نہ ہو۔''

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۵۷) لہذا اپنی ذات کو معیار ٹھہرا رہے ہیں کیونکہ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ قرآن و حدیث کا علم انہیں دیا گیا ہے۔ملاحظہ کیجئے۔

''جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے، مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے۔'' (ر،خ جلد ۱۷ ص ۴۵۴۔اربعین نمبر ۴)

جناب! جیسا کہ میں نے پہلے بھی آپ کے مضمون کے جواب میں عرض کیا تھا کہ قرآن کریم ایک عام فہم کتاب نہیں بلکہ اسکے کئی بطن ہیں۔یہ پاک لوگوں پر ہی کھلتا ہے اور جتنا کوئی بفضل خدا پاک ہوتا جاتا ہے،اسی قدر قرآن کریم کے گہرے اسرار اس پر کھلتے جاتے ہیں۔حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ فہیم اور زندہ دل لوگوں پر ہی قرآن پاک کے گہرے مطالب کھلتے ہیں تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے۔﴿انه لقران كريم O فی کتٰبٍ مکنونٍ O لا یمسه الا المطھرون O﴾ (۵۶۔۷۸،۷۹،۸۰) ترجمہ۔یقیناً یہ قرآن بہت عظمت والا ہے۔ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے۔اس کی حقیقت کو مطہر لوگ ہی پاتے ہیں۔شیخ صاحب! کیا آپکو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں شک ہے؟

جناب شیخ صاحب! معلوم ہوتا ہے آپ قرآن کریم میں مسیح موعود کا تصور اس انداز میں ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کسی سورہ میں ایسا لکھا ہو جس کا ترجمہ یہ ہو۔اے محمد ﷺ! تیری وفات کے تیرہ صدیاں بعد بمقام قادیان غلام مرتضیٰ اور چراغ بی بی کے ہاں جو سب سے چھوٹا بیٹا پیدا ہوگا۔جس کا نام غلام احمد ہوگا وہی موعود مہدی اور مسیح ہونگے۔آپکو یاد رہے کہ پیشگوئیوں میں اگر اس طرح کی وضاحت کرنا ضروری ہوتا تو پھر ایسی وضاحت کے حقدار سب سے پہلے ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد ﷺ تھے۔لیکن آنحضرت ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت اور انجیل میں لکھی موجود ہے اس میں ایسے کوئی الفاظ موجود نہیں۔لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پیشگوئیوں میں ایک قسم کا اخفاء رکھتا ہے اور

اس سے مقصد حضرت باری تعالیٰ کا ایسے لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قول وفعل پر تدبر کرنے والے اور سلیم الفطرت ہوتے ہیں جبکہ دوسرے گروہ کو وہ محروم رکھتا ہے جو متکبر اور ظاہر پرست ہوتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

﴿ یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے کہ وہ ایک خاص طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اس کے کاموں میں تدبر کرنے والے اور سوچنے والے اور اسکی حکمتوں اور مصالح کی تہہ تک پہنچنے والے اور عقل منداور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے اور حق شناسی سے عاجز اور سوءِظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شکاوت کا اپنے پر داغ رکھتے ہیں۔ وہ نافہموں کے دلوں پر جس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب انکو نور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور انکو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ خبیث کو طیب کیساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کیساتھ شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق وثبات میں ترقی دیں اور انکی زیرکی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کریں اور انکو اس کسر شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت میں متصور ہے۔ کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان انکی جماعت میں شامل ہو جائے اور ان کے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اسکی جماعت کے آب زلال کیساتھ کوئی پلید مادہ نہ مل جائے۔ اس لیے وہ ایسی خصوصیت کیساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے۔ اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدہا نفسانی زنجیروں میں مبتلاء ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اسکو مشاہدہ کر لیتے۔ مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھلانے پر قادر تھا اور اس بات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع فطرت اسکو دیکھ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدار نجات پانے کا ایمان بالغیب پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانے کا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا۔ ﴾ (روحانی خزائن جلد ۹ صفحات ۲۰ تا ۲۱)

حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ بھی سچ فرمایا ہے کہ کوئی بھی حدیث ماننے کے قابل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ قرآن کے موافق نہ ہو اور اسی طرح کسی بھی زمانے میں جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو کھڑا کرتا ہے تو وہ بھی لاریب سچائی کا معیار ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ پر احادیث کی حقیقت اور قرآن پاک کے صحیح معانی بھی کھلے اور ایک زمانہ آپؑ سے فیضیاب ہوا اور ہو رہا ہے۔ آپؑ نے بلاشبہ اپنے رسالہ شہادت القرآن میں بتمام وکمال عارفانہ رنگ میں مسیح موعود کے تصور کو قرآن سے ثابت کر دکھایا لیکن شیخ صاحب آپکو حضرت مرزا صاحبؑ کے کلام میں بجز اعتراضات کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے تیرہ مجددین کی تجدید اور خدمت اسلام کو اگر ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں حضرت مرزا صاحبؑ کی تجدید اور خدمت اسلام کو رکھا جائے تو یقیناً حضرت مرزا صاحبؑ کا پلڑہ بھاری ہے۔ لیکن چونکہ تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے لہٰذا ایسے لوگوں کو کبھی سچائی نظر نہیں آیا کرتی۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی عظیم الشان الہامی پیشگوئی ہی حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی پر بڑی بھاری دلیل ہے۔ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان فرمایا تھا کہ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔ (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

جناب شیخ صاحب! میں آپ سے درخواست کرونگا کہ آپ حیات مسیح، وفات مسیح، مسیح اور مہدی موعود کے قرآنی تصورات اور ختم نبوت کے مسائل کو چھوڑیئے۔ ان پر پچھلی صدی میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ آج اگر آپ واقعہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی کو پرکھنے میں سنجیدہ ہیں تو آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو گمراہی سے بچانے کیلئے کسی جھوٹے انسان کی کسی معمولی پیشگوئی کو بھی پورا نہیں کیا کرتا۔ جبکہ برخلاف اسکے حضرت مرزا صاحبؑ کی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور اسے پورا کرنا کسی بھی انسان کی طاقت اور دائرہ اختیار میں نہیں۔ آج میں یہ دعوی رکھتا ہوں کہ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ کی پیروی اور غلامی میں علم ومعرفت میں کمال کی مندرجہ بالا موعود خلعت بخشی ہے اور یہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی حقیقت ہے۔ اور دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ علم وعرفان کا یہ کمال سقراط کے مشہور زمانہ قول کی تشریح وتوضیح پر مشتمل ہے۔ اور یہ ''نیکی'' کا وہی تصور ہے جس پر افلاطون اور ارسطو سے لیکر آج تک کا کوئی فلسفی روشنی ڈال نہ سکا اور ڈالتا بھی کیسے کیونکہ یہ کام حضرت مرزا صاحبؑ کے موعود ذکی غلام کے مقدر میں تھا۔ بیسویں صدی عیسوی میں فلسفے کا ایک انگریز استاد اپنی کتاب میں رقمطراز ہے۔

﴿ لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تعلیم ہونی چاہیے۔ مشکل

صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔ ﴾ (یونانی فلسفہ کی تنقیدی تاریخ، مصنف پروفیسر ڈبلیو۔ٹی۔ سٹیس، صفحہ ۱۴۹)

اگر آپ نے یا کسی اور نے حضرت مرزا صاحبؑ کو جھٹلانا ہے تو اٹھو اور پہلے اس الہامی پیشگوئی کی حقیقت کو جو کہ ایک (اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ) پر مشتمل ہے، جھٹلا کر دکھاؤ۔ یہ نہ صرف حضرت مرزا صاحبؑ بلکہ خاکسار کی سچائی کا بھی ثبوت ہے۔ الہامی پیشگوئی کی یہ حقیقت (Alghulam.com) پر دونوں زبانوں اردو اور انگریزی میں موجود ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ نہ صرف شیخ حضرات بلکہ حضرت مرزا صاحبؑ کا ہر مخالف ہر زمانہ میں ہمیشہ کیلئے اس الہامی پیشگوئی کی حقیقت کو جھٹلانے سے عاجز رہ کر حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی پر تصدیقی مہر ثبت کرتا جائے گا۔ **فتدبر**

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں ۔ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

خیر اندیش

عبدالغفار جنبہ ۔ ۱۰ جنوری ۲۰۰۵ء